روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۱ | سوموار ۱۱- شعبان ۱۴۱۴ھ ' ۲۴- صلح ۱۳۷۳ ھش ' ۲۴- جنوری ۱۹۹۴ء

الفضل کو پورے زور سے پھیلانے کی کوشش کریں

اخبار ایک دلیل ہوتا ہے اس بات کی کہ قوم کے اندر کتنی بیداری ہے اور کتنا اضطراب ہے اور انقلاب کی کتنی خواہش ہے۔ اگر کوئی قوم اخباروں کی طرف توجہ نہیں کرتی تو یقیناً وہ اپنی ترقی کی پوری طرح خواہش نہیں رکھتی۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پورے زور سے الفضل کو پھیلانے کی کوشش کرے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

بوسنیا کے مہمانوں کی احمدیہ ٹی وی پر آمد کا ناقابل فراموش نظارہ

بوسنیائی مہمانوں نے اپنی زبان میں محبت اور عقیدت سے جماعت احمدیہ کا تذکرہ فرمایا

حضور نے ترنم سے اپنی نظم "دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو" سنائی

احمدیہ ٹی وی پر ۱۵- جنوری ۱۹۹۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے پروگرام بات چیت میں ارشادات

(ان ارشادات کا خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن = ۱۵/ جنوری انٹرنیشنل احمدیہ ٹی وی پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بات چیت کا آج کا پروگرام ایک غیر معمولی پروگرام تھا اس میں بوسنیا کے مہاجرین نے ٹی وی پر پیش ہو کر خود اپنی زبان میں گفتگو کی اور بار بار اپنی بات چیت میں جماعت احمدیہ کا نہایت محبت اور احترام سے ذکر کیا۔

پروگرام کے آغاز میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اپنی مشہور نظم

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو....

اپنی زبان میں ترنم سے سنائی۔ یہ نظم حضور ایدہ اللہ کے اپنے ترنم میں پہلے سے ریکارڈ شدہ موجود تھی۔ اس کے سنانے کے دوران حضور ایدہ اللہ ہیڈ فون کان سے لگائے خود بھی سنتے رہے۔ اور کیمرہ حضور پر فوکس رہا۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے داماد مکرم مرزا لقمان احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے' کو بھی طلب فرمایا اور ان کو بلا کر اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا اور فرمایا کہ اس نظم کی ریکارڈنگ میری آواز میں سنوانے کا مقصد یہ تھا کہ میں اس کے مختلف مصرعوں میں بعض الفاظ پر زور دے کر اور رک رک کر پڑھوں تاکہ بتایا جا سکے کہ کس لفظ پر زیادہ زور دینا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ نظم میں نے ایک اور طرز سے بھی ترنم سے پڑھی ہوئی ہے۔ حضور نے صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی روز وہ ریکارڈنگ بھی احباب کو سنا دیں۔

حضور ایدہ اللہ کی آواز میں اس نظم کی ریکارڈنگ سننا ایک خاص ایمان افروز تجربہ تھا۔ حضور کی آواز کا سوز اور لے دلوں پر سیدھا اثر کرتی تھی۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے گذشتہ پروگرام میں جو کوئز (سوال) پیش فرمایا تھا اس کے مختلف جوابات احباب کی طرف سے پیش فرمائے۔ اس میں ایک بچے کے قد کی حضور کے محافظ خاص مکرم مبارک احمد صاحب ساہی (جو خاصے طویل قد کے ہیں) کے قد سے نسبت کا اندازہ دریافت کیا گیا تھا۔ احباب نے اپنے اپنے اندازے لگائے تھے بعض نے بچے کے قد سے ساہی صاحب کا قد تین گنا بتایا' بعض نے ساڑھے تین گنا' بعض نے کم و بیش بیان کیا۔ اس ضمن میں ایک صاحبہ کا اندازہ حضور نے فرمایا ان کا نام فائزہ احمد تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ میری بیٹی نہیں ہیں۔ پھر فرمایا یوں تو سب میری بیٹیاں ہیں۔ لیکن یہ وہ فائزہ نہیں جو لقمان کی بیوی ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بوسنیا کے مہمانوں کو بلانے کا ارشاد فرمایا۔ ان مہمانوں کی آمد پر حضور ایدہ اللہ نے ان میں سے بوسنیا کے دو بچوں کو بوسہ دیا۔ مردوں کو شرف مصافحہ و معانقہ بخشا اور عورتوں کو اشارے سے سلام کیا۔ حضور نے فرمایا یہ میرے مہمان ہیں۔ ٹریفک کی دقت کی وجہ سے یہ وقت پر نہیں پہنچ سکے۔

ان میں سے ایک بچے نے انگریزی میں چند لکھے ہوئے الفاظ پڑھنے شروع کئے تو حضور نے فرمایا یہ انگریزی لکھی ہوئی نہ پڑھیں بلکہ اپنی زبان (بوسنین) میں کچھ باتیں کریں۔ چنانچہ بچے کے بعد بوسنیا کے مرد و اور عورتیں ایک ایک کر کے آتے رہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ان مہمانوں کی غیر معمولی عزت افزائی فرماتے ہوئے ان کے سامنے اپنے ہاتھ سے مائیک کرتے رہے۔ بوسنیا کے ان مہمانوں کی زبان اگرچہ اجنبی تھی لیکن ان کے مونہہ سے بار بار جماعت احمدیہ کا نام جس محبت اور عقیدت سے ادا ہوتا تھا وہ زبان نہ جاننے کے باوجود دلوں کو متاثر کرتا تھا۔ ایک عمر رسیدہ خاتون اپنے حالات بیان کرتے

باقی صفحہ ۷ پر

تقریب نکاح و شادی

○ محترم سید عبد الحی صاحب ناظر اشاعت رقم فرماتے ہیں۔

مورخہ ۷- جنوری بروز جمعۃ المبارک مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے بیت الاقصیٰ ربوہ میں عزیزم حفاظت احمد محمود ابن چوہدری بشارت احمد اعوان۔ ساؤتھ آل انگلستان کا نکاح عزیزہ صائمہ مجید بنت چوہدری عبد المجید وڑائچ ایڈووکیٹ۔ وڑائچ ٹاؤن فیکٹری ایریا ربوہ کے ساتھ ایک لاکھ روپے حق مہر پر پڑھا۔ شادی کی تقریب اگلے روز عمل میں آئی اور مورخہ ۹- جنوری کو چوہدری بشارت احمد صاحب اعوان نے ایوان محمود میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے برکتوں اور مسرتوں کا موجب بنائے۔

ولادت

○ مکرم عبد الباسط صاحب شعبہ کمپیوٹر الفضل کے بڑے بھائی مکرم عبد السلام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۲- دسمبر ۱۹۹۳ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام "اسماء جلیلہ" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم ملک غلام نبی صاحب شاہد مربی سلسلہ کی پوتی ہے۔

بچی کے نیک' صالح اور خادمہ دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

موصیان کرام

○ ترکہ سے مراد وہ تمام جائیداد یا نقدی یا اثاثے ہیں جو بوقت وفات موصی کی ملکیت ہوں اور جو عرف عام میں ترکہ شمار ہوتے ہوں اور جو مجلس کارپرداز کے کسی ضابطہ کے تحت مستثنیٰ قرار نہ دیئے گئے ہوں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۲۴ / صلح ۱۳۷۳ ہش ۲۴ / جنوری ۱۹۹۴ء

دعا - درد - اخلاص اور نیک اعمال

چلتے چلتے بھی ہم کسی سے کہہ دیتے ہیں "مرے لئے دعا کریں" اور وہ جواباً کہتا ہے "اللہ فضل کرے" گویا ایک نے دعا کروائی اور دوسرے نے دعا کی۔ یہ بھی دعا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور دل کی گہرائیوں سے واقف ہے اس ہلکی پھلکی دعا کو جس انداز سے چاہے قبول فرمالے۔ یا کم از کم دونو کے دل میں خدا تعالیٰ کے وجود کا احساس تو اجاگر ہوا اور اس یقین کا بھی کہ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھلیں۔ لیکن دعا کے بھی مراحل ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح اضطراب یا اضطرار کے مراحل ہیں ایسی دعائیں بھی ہوتی ہیں جو رو رو کر کی جاتی ہیں اور رویا بھی اس طرح جاتا ہے جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔ انسان کا سارا جسم دعا میں شامل ہوتا ہے ایک درد محسوس کرتا ہے۔ ایک اضطراب اور بے کسی کی کیفیت ہوتی ہے جو اس دعا کا باعث بنتی ہے یا دعا کے دوران پیدا ہوتی ہے۔ یہ وہ دعا ہے جو خدا تعالیٰ کہتا ہے میں ضرور قبول کرتا ہوں۔ وہ مضطر کی دعا سنتا ہے اور یہی دلیل ہے اس بات کی کہ وہ دعا سنتا ہے۔ ایسی دعا سے اضطراب اور اضطرار کے بعد دل میں سکون کی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ دعا پایہ قبولیت کو پہنچ گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دعا کا تقاضہ ہی یہ ہے کہ اضطراب پیدا ہو۔ اگر واقعی کسی چیز کی قدر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے وہ چیز مانگتے ہیں تو ملنے تک یقیناً دل میں اضطراب رہے گا۔ طبیعت کو چین نہیں آئے گا۔ اور جب وہ چیز مل جائے گی تو دل سکون پا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ دعا کے لئے درد کی ضرورت ہے۔ ضرورت کا احساس اور ضرورت کے پورا کروانے کے لئے درد۔ یہ ہیں دعا کی مبتدیات۔ اس درد میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے اور اس اخلاص کی بنیاد ہے ضرورت کے احساس کی شدت۔ جو ہم چاہتے ہیں اگر ہم اس کے چاہنے میں مخلص ہیں تو یقیناً درد پیدا ہو گا اور یہ درد اضطراب اور اضطرار کی صورت اختیار کرے گا اور یہی بات دعا کو اثر کے قریب لے جائے گی۔

درد اور اخلاص کے علاوہ۔ جس بات کی ضرورت ہے وہ ہیں نیک اعمال۔ دعا تو اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی سنتا ہے لیکن جو اس کے خاص بندے ہیں ان کی دعا زیادہ سنتا ہے۔ زیادہ قبول کرتا ہے۔ اور اس کے نیک بندے وہی ہیں جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ پس درد۔ خلوص اور نیک اعمال دعا کی قبولیت کی کنجی ہیں اور ان تین باتوں کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

آرزوؤں کو اتنا طول نہ دے
دور ہاتھوں سے چھوٹ جائے گی
ہر ارادہ رہے گا ناپختہ
اور اُمید ٹوٹ جائے گی

ابو الاقبال

اور بھی کچھ لوگ ہیں میری طرح مرہونِ غم
غم کو اپنے اپنے کاندھوں پر لئے پھرتے ہیں ہم

تیز رَو ہو کر پہنچ سکتے ہیں منزل پر مگر
ہر قدم پر رُک کے رہ جاتا ہے یہ بوجھل قدم

مَیں نے سَو سالہ حیاتِ نَو سے پائی ہے خوشی
اس خوشی سے میری آنکھیں رات دن رہتی ہیں نم

خود کو گیر و دار سے رکھتا ہوں مَیں مصروفِ کار
تجھ کو شرماتی ہے تیری شدّتِ جور و ستم

زندگی کے فن سے ہو جاتے ہیں وہ سب آشنا
جو سمجھتے ہیں وجود اُن کا ہے بس مثلِ عدم

دُور سے آئی ہے لیکن ہے مری اپنی صدا
ان کے سینے میں ہیں شاید میرے دل کے زیر و بم

ان کا دامن لے کے ہاتھوں میں چلا ہے کارواں
ہر نظر میں ہے تجلّی، روشنی ہے ہر قدم

آپ دیں مجھ کو سہارا تو ملے پائے ثبات
خامیٔ فطرت نے تو میری کمر کر دی ہے خم

مِل کے دریا میں ہر اک قطرہ بنا دریا صفت
ایک دن ہو جاؤں گا مَیں بھی تری ہستی میں ضم

مجھ کو جو کہنا ہے آجاتا ہے منہ پر خود بخود
جو نہیں کہتا، وہ ہو جاتا ہے مرفوع القلم

مَیں اگر مانگوں نسیم ان سے تو کیا مانگوں بتا!
ان کی خوشیاں میری خوشیاں، میرے غم ہیں انکے غم

نسیم سیفی

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں:۔

سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو
آید بدست اے پنہ و کہف و مامنم!

دونوں جہان کا ترک کرنا آسان ہے اگر تیری رضا مل جائے۔ اے میری پناہ۔ اے میرے حصار اے میرے دارالامان۔

فصلِ بہار و موسمِ گل نایدم بکار
کاندر خیال روئے تو ہر دم بگلشنم!

فصل بہار اور پھولوں کا موسم میرے لئے بیکار ہیں کیونکہ میں تو ہر وقت تیرے چہرے کے خیال کی وجہ سے ایک چمن میں ہوں۔

چوں حاجتے بود بادیبِ دگر مرا
مَن تربیت پذیرِ زربِ مہیمنم!

مجھے کسی اور استاد کی ضرورت کیوں ہو۔ میں تو اپنے خدا سے تربیت حاصل کئے ہوئے ہوں۔

زاں ساں عنایتِ ازلی شد قریب من
کآمد ندائے یار زِ ہر کوئے و برزنم

اس کی دائمی عنایت اس قدر میرے قریب ہو گئی کہ دوست کی آواز میری ہر گلی کوچہ سے آنے لگی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی رضا انسان کو مل جائے تو اس کے لئے دونوں جہانوں کا ترک کر دینا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ حضور خدا تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے میری پناہ اور اے میرے حصار؟ اگر تیری رضا مجھے مل جائے تو دونوں جہانوں کا چھوڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان ادھر ادھر ای وقت ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ جب اسے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔ جب اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ راضی برضا رہ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا اسے مل گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے کام کو پسند کرتا ہے تو یہ دونوں جہان اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات میں گم کر دیتا ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ کی ہر بنائی ہوئی چیز مسخر ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ مجھے فصلِ بہار اور پھولوں کے موسم سے اس لئے کوئی غرض نہیں ہے کہ میں تو ہر وقت خدا تعالیٰ کے چہرے کو ایک باغ سمجھ کر اسی کی طرف دیکھتا رہتا ہوں اور اسی کا ہر وقت خیال کرتا رہتا ہوں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے حسن سے آگاہ ہو جائے۔ اسے کسی اور کی خوبصورتی سے مطلب نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے کہ دنیا بھر کی ہر چیز کا حسن اور خوبصورتی خدا تعالیٰ کا ایک ہلکا سا عکس ہے۔ اور اس لئے وہ خدا تعالیٰ ہی کی خوبصورتی کی طرف دیکھتا ہے

حضور فرماتے ہیں کہ مجھے کسی اور استاد کی اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ میری تربیت تو میرے خدا نے کی ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ خدا جو سب استادوں کا استاد ہے اور جو انسان کی کنہ کو جاننے کی وجہ سے اس کی سب سے بہتر تربیت کر سکتا ہے۔ جب کوئی شخص اس سے تربیت یافتہ ہو تو اسے کسی اور استاد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی سلسلے میں حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنی عنایات اس طرح برسائی ہیں اور ان کی وجہ سے وہ مجھ سے اتنا قریب ہو گیا ہے کہ مجھے ہر گلی کوچے سے اسی کی آواز آتی ہے۔

یہ ہے دراصل انسان کا اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات میں گم کر دینا اور اپنی زندگی میں ہر قدم پر خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے احکام پر چل کر اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کا طریق۔

حضور نے ان اشعار میں ہماری اس طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ اگر انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی پناہ میں دے دے اور خدا تعالیٰ کے حسن سے آشنا ہو جائے تو پھر اس کے لئے یہ دونوں جہان کوئی حقیقت نہیں رکھتے نہ ان میں سے کسی چیز کی خوبصورتی اس کے خیال پر غالب آ سکتی ہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا ہی کے ہاتھ میں دے دے تو اس کی ایسی تربیت ہو جاتی ہے کہ دنیا میں کوئی شخص اس کی تربیت نہ کر سکتا۔ اور جب انسان اس کیفیت سے دوچار ہوتا ہے تو اسے اس کے دائیں سے بھی اور اس کے بائیں سے بھی آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی ہر طرف سے خدا تعالیٰ ہی کی آواز سنائی دیتی ہے۔

اے خدا تو ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور کے ان اشعار کے مطابق اپنی زندگی کو سنوار سکیں۔ آمین

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ پری ہسٹارک زمانہ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے کا زمانہ ہے اور ہسٹارک زمانہ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان رسل و رسائل کے ذرائع کو وسیع کر کے بتا دیا کہ اب تمام دنیا کے لئے (ڈرانے والا) زمانہ آ گیا ہے۔ جس میں تمام دنیا کا نقطہ مرکزی پر جمع ہونا ضروری ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بہت برکتوں والا خدا ہوں اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے اپنی ایسی کتاب نازل کی ہے جو تمام دنیا کو ہدایت دینے والی ہے اور حق و باطل میں فرق کر کے دکھانے والی ہے۔ اور جو کتاب ایک زمانہ میں نازل ہو کر ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو۔ وہ یقیناً اس کلام کے بھیجنے والے کی بڑائی اور عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے ذریعے ہر زمانہ کے لوگوں نے ہدایت پائی تھی اس لئے ہر زمانے کا نام عالم رکھا گیا اور بتایا گیا کہ یہ کتاب قیامت تک آنے والی تمام نسلوں کے لئے ہدایت کا ایک یقینی اور قطعی ذریعہ ہے پہلی کتابیں بے شک اپنے اپنے وقت میں ہدایت کا موجب تھیں لیکن وہ اپنے اندر عالمگیر تعلیم نہیں رکھتی تھیں۔ یعنی نہ تو تمام قوموں کے لئے تھیں نہ تمام زمانوں کے لئے تھیں۔ مگر اب دنیا ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے کہ اس کے لئے ایک ہی نذیر کی ضرورت تھی۔ پس برکت والے خدا نے ایک با دلیل کتاب اپنے فرمانبردار اور اعلیٰ نمونہ پیش کرنے والے بندہ پر اس لئے نازل کی ہے تاکہ وہ گورے اور کالے اور مغربی اور مشرقی سب کو ہوشیار کر دے اور ہر زمانہ میں ہوشیار کرتا چلا جائے۔ یہی دعویٰ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی فرمایا ہے کہ اے ہمارے رسول ہم نے تجھے ساری دنیا کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں کیونکہ پہلے ہر نبی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور جو تعلیم وہ لاتا تھا صرف اپنی قوم کے لئے لاتا تھا۔ چنانچہ ہندوستان میں اگر رام اور کرشن اور بدھ حکومت کر رہے تھے تو ایران میں زرتشت حکومت کر رہے تھے۔ چین میں کنفیوشس حکومت کر رہے تھے۔ اسی طرح کوئی موسیٰ علیہ السلام کی امت تھا۔ تو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی۔ مگر خدا نے کہا اب دنیا میں ایک ہی مذہب کی حکومت ہو گی اور ظاہری اور باطنی طور پر تمام دنیا ایک ہی جھنڈے کے نیچے ہو گی۔ گویا (تاکہ ساری دنیا کے لئے نذیر ہو) فرما کر مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اسلام کے ظہور کی اصل غرض یہ ہے کہ دنیا کے سارے لوگوں کو خواہ وہ ہندو ہوں، عیسائی ہوں، یہودی ہوں، پارسی ہوں، مجوسی ہوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں بتایا جائے کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایسا خدا ہے جو تمام دنیا کو اب ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول پر اکٹھا کرنا چاہتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ ان کا ایک ہی وقت میں ان سب مذاہب پر تبلیغی حملہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ برکتوں والا اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے جب کہ مسلمان بھی اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ وہ برکتوں والا ہے اور اس کی خوبیوں اور کمالات کو تمام دنیا میں

باقی صفحہ ۶ پر

افضل توصیف

بشکریہ روزنامہ خبریں - ۳۰ دسمبر ۱۹۹۳ء

ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام

ڈاکٹر عبدالسلام کون ہے؟ پنجاب کے بچوں کے لئے ایک مشکل سوال ہے مگر سوال کا جواب بہت ضروری ہے۔ ایک سوال اور بھی ہے نوبل لاریئٹ کون ہوتا ہے؟ اشارہ .... نوبل پرائز۔ سو تم نے اشارے کی مدد سے بوجھ لیا۔ نوبل پرائز جیتنے والے کو نوبل لاریئٹ کہتے ہیں۔ اگلا سوال بھی اسی سلسلے کا ہے لیکن جواب اتنا آسان نہیں ہوگا۔ کبھی کسی پنجابی نے نوبل پرائز جیتا؟ سوچ کے بتاؤ؟ یہ دنیا کا اعلیٰ ترین انعام ہے اور صرف اعلیٰ ترین دماغ والوں کو ہی مل سکتا ہے۔ اس انعام کا جیتنے والا اپنے ملک' اپنے علاقے اور اپنے عوام کے لئے بڑی عزت حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ یہ انعام عالمی مقابلے میں جیتا جاتا ہے اور انعام دیتے وقت اس ملک کا نام بھی پکارا جاتا ہے جس نے اس عالی شان ذہن والے انسان کو پیدا کیا ہو۔ سوال سمجھ میں نہیں آیا۔ چلو لفظ بدل دیتے ہیں۔ کیا پنجاب نے کوئی بڑا سائنس دان پیدا کیا؟ تمہاری کتابوں میں تو سائنس کا ذکر ہی بہت کم ملتا ہے اور پنجاب نے سائنس میں کچھ ترقی نہیں کی۔ اب سوال اور بھی مشکل ہوگیا پنجاب میں تو ابھی تک ابتدائی سائنس کی ترقی نہیں ہوئی پھر فزکس کا نوبل لاریئٹ؟؟

سوال ایک معمہ بن گیا ہے نا' ایک پنجابی گھرانے کا آدمی' سیدھا سادہ' دنیائے فزکس کا نوبل لاریئٹ؟ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی انتہائی ترقی یافتہ سائنس فزکس ہے۔ یہی سائنس انسان کو سپیس ایج میں لے گئی ہے۔ اسی کی مدد سے انسان چاند پر اتر کر چاند کی سطح پر اپنے پاؤں کے نشان چھوڑ آیا ہے۔ یہی وہ علم ہے جس نے انسان کو تسخیر کائنات کا سب سے اونچا پرچم تھمایا ہے۔ یہی سائنس کائنات کی اصل ابتدا اور ایٹم کی بے پناہ طاقت کا کھوج لگا سکی ہے۔ اسی عالیشان کھوج کا ایک ہاتھ ... بڑا مضبوط ہاتھ ایک پنجابی ہاتھ بھی ہے۔ بہت سارے جرمن ہاتھوں کے ساتھ کہتے ہی امریکی' برطانوی' اطالوی' روسی نارویجین اور سویڈش ہاتھوں کے درمیان ایک گندمی رنگ کا ہاتھ ... گندم کاشت کرنے والے کسان کے بیٹے کا ہاتھ فزکس کے اس علمی شعبے کی ریسرچ میں جو خود کائنات کے وجود کی اصل اور بنیادی عوامل تلاش کرتا ہوا بنی نوع انسان کی ترقی کو بہت آگے لے جاتا ہے۔ تسخیر کائنات کے منصب عالی تک۔

اب بتاؤ تم اس پنجابی کا نام جاننا چاہو گے؟ ڈاکٹر عبدالسلام۔ یہی نام ہے اس یکتائے روزگار کا۔ لیکن پنجاب کے بچے اس نام سے واقف نہیں ہیں۔ کیوں واقف نہیں ہیں؟

پھر ایک سوال؟ ہاں ہماری تاریخ سوالوں سے بھری پڑی ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں اور ہے ہی کیا؟ سوال ہی سوال ہیں۔ پنجاب تقسیم کیوں ہوا؟ پنجاب میں قتل عام کیوں ہوا؟ پنجاب کی عورت بے عزت کیوں کی گئی؟ پنجاب سے امرتا پریتم کیوں چلی گئی؟ کرشن چندر کو کیوں نکالا گیا؟ پنجابی زبان ترقی میں کیوں پیچھے رہ گئی؟ پنجاب اپنے شاعروں کی زبان کیوں نہیں گاتا؟ پنجاب میں سائنس کا مستقبل اندھیرا کیوں ہے؟ پنجاب دنیا کے مانے ہوئے سائنس دانوں کو اپنا کیوں نہیں مانتا؟ ڈاکٹر عبدالسلام اپنے دیس واپس کیوں نہیں آ سکتے؟ اس کا خواب پنجاب کی زمین پر کیوں نہ اتر سکا؟ وہ عالیشان ادارہ جو فزکس جیسی سائنس کی ترقی کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام نے اٹلی میں قائم کیا پنجاب میں کیوں نہ بن سکا؟ کس وجہ سے اسے واپس جانا پڑا؟ کیا مذہب کے فرق کی وجہ سے؟ سائنس کا بھی کوئی مذہب ہوتا ہے؟ فزکس لیبارٹری کا مذہب سے کیا واسطہ؟ فزکس کی تحقیق میں فرقہ بندی کا کیا دخل؟

یہ سوال نہیں ایک بدصورت سچائی ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو قادیانی ہونے کی وجہ سے یہاں فزکس کی ترقی کے لئے کام نہیں کرنے دیا گیا۔ نوبل پرائز جیتنے والا یہ سائنس دان اپنے انعام اس زمین پہ لا کر سجا دینا چاہتا تھا۔ پوری دنیا سے اسے جو عزت اپنے علم کے لئے ملی تھی وہ اپنے پنجاب لے کر آنا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا وہ اس حیثیت میں ہے کہ دنیائے سائنس کے خزانوں سے جتنی امداد مانگے گا اسے ملے گی اور اس زمین پر دنیا کی سب سے بڑی فزکس کی بنیاد استوار ہو جائے گی۔ یہ سب کچھ نہیں ہونے دیا گیا۔ کس نے نہیں ہونے دیا؟ تعصب جنون اور جہالت نے پاکستان کے واحد نوبل لاریئٹ کو اپنے علم و ہنر کی برکت اور شہرہ آفاق شہرت لے کر وطن لوٹنے نہیں دیا گیا۔ اس رویئے سے کس قدر نقصان ہوا اور کس قدر ناشکری' علم کی دولت کو ٹھکرایا اپنے محروم وطن کو اور زیادہ محروم کیا اور ایک ایسی ہستی کا دل توڑا جس پر انسانیت کو فخر ہے۔ جس نے اپنے انعام کی رقم سے کتنے ہی پاکستانی طالب علموں کی امداد کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام آج کل بیمار ہیں اور پردیس میں تنہا۔ دنیا ان کے لئے آنکھیں بچھاتی ہے تو کیا ان کی پہلی اور آخری تمنا تو ان کا وطن ہے۔ واحد نوبل لاریئٹ جس نے یوروپ کی شہرت اختیار نہیں کی اور تن تنہا دنیا کا سب سے اعلیٰ اور بڑا فزکس سٹڈیز کا مرکز قائم کیا۔ یہ سنٹر اٹلی میں ہے اور انٹرنیشنل سنٹر فار تھیورٹیکل فزکس کہلاتا ہے۔ یہاں فزکس میں اعلیٰ ریسرچ کرنے والے سائنس دان دنیا بھر سے آتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی زندگی کے دو بڑے مقصد تھے۔ اول کائنات کی فزیکل حقیقت کی نوعیت کو میتھمیٹیکل آلات کی مدد سے سمجھ لینا۔ دوسرے سائنس کی مدد سے پاکستان کو ترقی اور خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن کرنا۔ پہلی خواہش پوری انسانیت کے لئے ایک قابل فخر کامیابی بن کر پوری ہوئی۔ لیکن دوسری خواہش پاکستان کی ترقی کے لئے تشنہ اور ناکام رہ گئی آخر کیوں؟ دنیائے فزکس کا یہ عظیم ریسرچ سنٹر پاکستان میں کیوں نہ بنا؟ آج یہ سرچشمہ پچاس سے زیادہ ترقی پذیر ممالک کو اپنا فیضان دیتا ہے۔ پاکستان سے کوئی طالب علم وہاں جائے تو خاص اہمیت ملتی ہے۔ یہ وطن کی رعایت ہے نا۔ وطن پرست ڈاکٹر عبدالسلام پاکستانی طالب علم کو پہلی اہمیت دیتا ہے لیکن وطن والے اتنے کم نظر اور جاہل حکمرانوں کے بس پڑے ہوئے ہیں کہ پچھلے سال ایک وزیراعظم نے گورنمنٹ کالج لاہور کے ایک فنکشن میں اس ادارے سے نکلنے والے بڑے آدمیوں کے نام گنوائے۔ اس فہرست میں ڈاکٹر عبدالسلام کا نام نہیں تھا۔ وہ نام جس نے دنیائے سائنس کو نقشے پر خود پاکستان کو شناخت دی۔ وہی نام پاکستان کے حکمرانوں کو یاد نہیں رہتا۔ یہ جہالت کی انتہا ہے کہ جس کا نتیجہ انتہائی خوفناک جہالت کی شکل میں سارے ملک اور معاشرے پر پھیل رہا ہے۔ ایسے لوگوں کو اہمیت مل رہی ہے جن کے پاس نااہلی کے علاوہ کوئی اہلیت ہی نہیں۔ چوری کی شاعری اور چوری کی سائنس لانے والوں کے لئے ایوارڈ و اعزاز ہیں جو ہر قابل کی شناخت ہی نہیں۔

یہاں اس طرح کے رویئے سے ڈاکٹر عبدالسلام کے علم کی اہمیت کو فرق نہیں پڑتا لیکن ان کے دل کو بہت فرق پڑ چکا ہے۔ اپنی چالیس سال کی شاندار علمی کاوش کے نتیجے میں اس سائنس دان نے بیس عالمی ایوارڈ جیتے ہیں۔ ان میں کیمبرج کا وہ ایوارڈ بھی ہے جو فزکس میں سب سے زیادہ کام کرنے والے کی حیثیت سے ۱۹۵۷ء میں ملا تھا۔ پاکستان سے تعلق اور تعلق خاطر رکھنے والے ڈاکٹر عبدالسلام کا کام دنیائے فزکس میں ایک انقلاب ہے کہ جو آگے بڑھ رہا ہے۔ ان کی تحقیق نے کائنات کے نئے افق روشن کئے ہیں۔ اس لئے مہذب دنیا میں علم و تحقیق سے تعلق رکھنے والی دنیا میں ان کی بے پناہ عزت ہے۔ مگر خود ان کا دل کہ ایک جلاوطن کا دل ہے۔ اہل وطن کی ذرا سی توجہ کے لئے پھڑکتا ہے۔

کئی ماہ پہلے کی بات ہے کہ ان کی ریٹائرمنٹ کے اعزاز میں ایک جشن ہوا۔ اس سلسلے میں انٹرنیشنل سنٹر فار تھیورٹیکل فزکس کا اعلیٰ درجے کا اجلاس بھی ہوا۔ یہ کوئی معمولی اجلاس نہیں تھا۔ دنیا کے عظیم دانشوروں اور سائنس دانوں کا ایک اجتماع تھا کہ جس میں فزکس کے تین نوبل انعام یافتہ بھی شریک تھے۔ اس علمی اجتماع میں کائنات و حیات کے آغاز بگ بینگ کے وقت مادے کی حالت اور زمین کی گہرائیوں کے بھید اور سپر کنڈکٹیویٹی کے متعلق حیرت انگیز انکشافات پر غور کیا گیا۔ یہ جشن کہ سائنسی فتوحات کا جشن تھا۔ دراصل ڈاکٹر عبدالسلام کی دریافتوں کا جشن تھا۔ عجب بات ہے کہ عین اس وقت کہ جب فزکس کی دنیا کے چمکدار ستارے ایک کے بعد ایک ڈاکٹر عبدالسلام کو تعظیم اور تہنیت پیش کر رہے تھے وہ سائنسدان اپنے بیمار جسم کے اندر افسردہ دل لئے بیٹھا تھا۔ کس طرح سے؟ ذرا سنئے نیوز لائن نے کس طرح سے اس منظر کو بیان کیا ہے۔

اس شاندار جشن کی تقریبات کے اختتام پر ایک ناقابل فراموش منظر اس طرح سے بنا کہ وہ سب یعنی بین الاقوامی سائنس برادری کے معتبر انسان ہزاروں کی تعداد میں منظم قطاریں باندھ کر ڈاکٹر عبدالسلام کو مبارکباد پیش کرنے کے لئے آگے بڑھے اور اپنی باری کے لئے صبر سے کھڑے ہو گئے۔ تب میں نے دیکھا ایک پریشان حال سا نوجوان اپنی باری آنے پر عظیم سائنس دان کے آگے جھکا اور کہنے لگا "جناب! میں

باقی صفحہ ۶ پر

یعقوب امجد

قومی زبان بحیثیت ذریعہ تعلیم و تدریس

تہذیب و تمدن کے پہلو بہ پہلو زبانیں بھی عروج و زوال کی راہ پر گامزن رہتی ہیں۔ کتنی ہی قومیں اس دنیا میں آئیں اور مٹ گئیں۔ بہت کم ایسی قومیں ہیں جن کی زبانوں کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اکثر قوموں کے ساتھ ان کی زبانیں بھی زوال پذیر ہو گئیں' تو یہ مبالغہ نہیں ہو گا۔ زندہ و پائندہ وہی زبان رہتی ہے جو ہر تہذیب کے تغیر پذیر ہونے کے بعد بھی اپنا وجود قائم رکھتی ہے۔ بلکہ ہر نئے انقلاب اور تغیر کے لئے اپنی آغوش وا کر دیتی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لیکن گذشتہ دو صدیوں میں جو ارتقاء اردو زبان نے حاصل کیا ہے اس کی مثال نہ برصغیر میں ملتی ہے اور نہ بساط عالم پر۔ اس لئے کہ اردو زبان کا ظرف اتنا وسیع ہے کہ دنیا کی معروف علمی و ادبی زبانوں کے الفاظ آسانی سے اس میں سما جاتے ہیں۔ بلکہ اس خوبی سے اردو میں در آتے ہیں کہ گویا کہ اسی کی گود کے پالے ہیں۔ دنیا میں گو اس وقت مختلف اقوام کے لئے انگریزی زبان رابطے کا کام دیتی ہے۔ مگر اب اردو زبان کا رابطہ بھی وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے برصغیر کے لوگ ایشیا کی حدود سے نکل کر دیگر براعظموں میں پھیل چکے ہیں اور ان کے ساتھ ہی اردو زبان اپنا دامن وسیع کرتی چلی جا رہی ہے زبانوں کے بارے میں بعض اعداد و شمار جمع کرنے والوں نے اردو کو چند چوٹی کی زبانوں میں شمار کیا ہے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود پاکستان میں نہ تو اسے کلی طور پر دفتروں میں سرکاری طور پر اپنایا گیا ہے اور نہ تعلیمی میدان میں اسے واحد ذریعہ تعلیم مانا جاتا ہے۔ اس کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ پاکستان کے نوجوانوں کی ذہانت و فطانت سے پورا پورا استفادہ نہیں کیا جاتا۔ کتنے ہی ذہین او فطین طلبہ ہر سال تعلیم کے اعلیٰ مدارج سے محروم رہ جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان کو انگریزی پر عبور نہیں ہوتا۔ اسی طرح کتنے ہی نوجوان اعلیٰ ملازمتوں کے محکمانہ امتحانات میں صرف اس لئے شامل نہیں ہوتے کہ وہاں بھی بدیشی زبان راستے میں کھڑی ہوتی ہے۔ اس سے دو نقصان ہو رہے ہیں۔ ایک تو نوجوانوں کی حق تلفی ہو رہی ہے دوسرے وطن عزیز اپنے قابل اور روشن دماغوں کی خدمات سے محروم رہتا ہے۔

دانشوروں کے اقوال

زبان کیا چیز ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں چند ایک محقق دانشوروں کے اقوال کچھ یوں ہیں:۔

۱۔ زبان اظہار خیال کا ایک ایسا فطری ذریعہ ہے جس کے بغیر انسانی معاشرہ ایک بے جان چیز ہوتا ہے۔"

(مقدمہ ابن خلدون)

۲۔ زبان انسان کا خاصہ ہے۔ اس امر کا اگرچہ کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں تاہم قیاس کہتا ہے۔ کہ انسان کے ساتھ ہی وجود میں آئی۔ انسان کے ساتھ بڑھتی اور پھولتی گئی اور انسانوں ہی کی طرح گروہوں اور خاندانوں میں بٹتی چلی گئی۔ جس طرح انسان مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں بٹا ہوا ہے' اسی طرح زبان بھی ایک ہی ام الالسنہ کی ذریت معلوم ہوتی ہے۔" (اردو سندھی کے لسانی روابط)

۳۔ زبان کیا ہے؟ زبان بھی ایک انسانی عمل یا سعی ہے۔ اس کے دو رخ ہیں:۔ ایک طرف تو یہ عمل اس شخص کی طرف ہے جو اپنے دل کی بات دوسرے کو سمجھانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اس کی جانب ہے جو دوسرے کے دل کی بات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ دو شخص ہیں جن میں سے ایک بولنے والا دوسرا سننے والا۔"

(قواعد اردو' عبدالحق)

۴۔ "ادبی اعتبار سے زبان اس مجموعہ الفاظ یا کلام کو کہتے ہیں جو کسی قوم کے افراد یا ملک کے باشندے بولتے ہیں۔ یہ زبان اس قوم کے عروج و زوال کے ساتھ ساتھ ترقی و تنزل سے گزرتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے کہ دنیا کی ہر چیز انقلاب پذیر ہے۔"

(کتاب العلم)

زبان کے بارے میں یہ مختلف آراء بتاتی ہیں کہ ہماری قومی زبان میں وہ تمام خوبیاں مجتمع ہیں جو ایک علمی زبان کا خاصہ ہوتی ہیں۔ ان خوبیوں کے جمع ہونے کے بعد اردو زبان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اسے ہر شعبہ زندگی میں رائج کیا جائے۔

اردو زبان کے اسی حق کا تذکرہ کرتے ہوئے تقسیم برصغیر کے بعد قائداعظم" فرماتے ہیں:۔

۱۔ "میں آپ کو واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی اور صرف اردو۔ اردو کے سوا اور کوئی زبان نہیں۔ جو کوئی آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے۔"

(قائداعظم کا پیغام)

۲۔ "پاکستان کی سرکاری زبان جو مملکت کے مختلف صوبوں کے درمیان افہام و تفہیم کا ذریعہ ہو۔ صرف ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ اردو زبان ہے۔ اردو کے "سوا اور کوئی زبان نہیں۔" (قائداعظم کا پیغام)

۳۔ اگر پاکستان کے مختلف حصوں کو باہم متحد ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونا ہے تو اس کی سرکاری زبان ایک ہی ہو سکتی ہے۔ اور وہ میری ذاتی رائے میں اردو' اور صرف اردو ہو سکتی ہے۔"

(قائداعظم کا پیغام)

کوئی گنجائش باقی نہیں

قائداعظم" کے ان واضح ارشادات کے بعد اب یہ گنجائش باقی نہیں رہتی کہ ہم اردو زبان کی فریاد و فغان کی طرف سے کان بند کر لیں اور ایک خاص احساس کمتری کا طبقہ قومی زبان کی راہ میں حائل رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک بدیشی زبان یعنی انگریزی ہمارے قلوب و اذہان میں موجزن رہے گی۔ ہم ذہنی اور فکری غلامی سے نجات نہیں پا سکتے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اردو زبان پاکستان بننے سے بہت پہلے تعلیمی' سیاسی اور تمدنی اعتبار سے اپنا مقام منوا چکی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریز کی گرفت برصغیر پر مضبوط ہو گئی تو اس نے مغلیہ دور کی سرکاری زبان فارسی کو ختم کر کے اردو کو اس کی جگہ رائج کیا اور سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستان میں متعین ہونے والے انگریز افسروں کو اردو زبان سکھانے کے لئے کلکتے میں "جان گل کرائسٹ" کی سرپرستی میں "فورٹ ولیم کالج" قائم کیا گیا۔ اس کے ذریعے اردو زبان کو نہ صرف انگریز افسروں کو سکھایا جاتا تھا بلکہ اردو کو دفتری طور پر استعمال کرنے کے لئے بھی تیار کیا جاتا تھا۔ یہ انیسویں صدی کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد حیدر آباد دکن میں ۱۹۱۹ء میں "عثمانیہ یونیورسٹی" کا آغاز ہوا۔ جس میں تمام مضامین اردو میں پڑھائے جاتے تھے۔ یہ بات اس دعوے کی منہ بولتی دلیل ہے کہ اردو زبان اب تعلیمی و تدریسی میدان میں اس دور سے کہیں زیادہ اس کی اہل بن چکی ہے کہ اس سے یہ خدمت لی جائے تاکہ طلبہ کے لئے حصول تعلیم آسان ہو جائے۔ تعجب خیز یہ بات ہے۔ کہ پون صدی پہلے جو کام اردو زبان سے لیا گیا آج ہم اس سے وہی کام لیتے ہوئے ڈرتے ہیں جبکہ اس پون صدی میں مختلف علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں اردو میں منتقل ہو چکی ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ فکر و عمل میں زبان کی وحدیت ہی ترقی کی ضامن ہو سکتی ہے؟ ایک ڈاکٹر کسی مریض کی تشخیص کے لئے یا انجنیئر کسی عمارت کے لئے اپنی فکر سے کام لیتا ہے۔ تو یقیناً اس کا دماغ خاموشی کے عالم میں مادری زبان ہی میں اس گتھی کو سلجھاتا ہے مگر جب وہ اپنی سوچ کو صفحہ قرطاس پر ایک دوسری زبان میں تحریر کرتا ہے تو اس کا اصل سوچ کے عین مطابق ہونا ممکن نہیں رہتا۔ یہیں سے فکر و نظر اور کردار و عمل کے تضاد کا آغاز ہوتا ہے۔

تعلیم و تدریس کا ذریعہ بننے کے لئے

یاد رہے۔ تعلیم و تدریس کے دوران استاد مختلف ذریعوں سے کام لیتا ہے مگر ان تمام ذرائع میں سے زبان و بیان کے ذریعہ کو زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اگر کسی وقت تعلیم و تدریس کے دیگر ذرائع موجود نہ ہوں تو استاد تنہا قوت بیانیہ سے کام لے کر اپنے تدریسی عمل کو جاری رکھ سکتا ہے۔ تاریخ بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ زمانہ قدیم میں جب کاغذ' قلم اور کتاب کا وجود نہیں تھا۔ یا شاذ و نادر تھا تو اساتذہ زبان و بیان سے ہی کام لیتے تھے۔ کسی ملک کی قومی زبان تعلیم و تدریس کے لئے محور کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ زبان جو اپنے اندر ان اوصاف کو پیدا کر لیتی ہے۔ کہ اسے ملکی سطح پر ہر شعبے میں تعلیمی و تدریسی عمل کے لئے اختیار کیا جائے تاکہ تعلیم کا حاصل کرنا آسان ہو جائے اور معاشرے میں تعلیم یافتہ افراد میں اضافہ ہو سکے۔ تدریسی زبان کے اندر ان اوصاف کا ہونا ضروری ہے:۔

تدریسی زبان کے اوصاف

۱۔ استاد اور شاگرد دونوں اس زبان کو بخوبی جانتے ہوں۔ دونوں کو اس زبان کے بولنے پر قدرت حاصل ہو اور وہ دونوں اپنے اپنے مافی الضمیر کو ایک دوسرے کے سامنے باآسانی بیان کر سکیں۔

۲۔ اس زبان کو سمجھنا آسان ہو اور وہ عین

باقی صفحہ ۶ پر

تعارف

احمدی جنتری

نام کتاب- احمدی جنتری ۱۹۹۴ء
مرتب- شیخ عبدالماجد- لاہور
قیمت- ۱۰روپے
صفحات- ۵۸

احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے تیار کی گئی یہ احمدی جنتری محترم یامین صاحب تاجر کتب کی یادگار ہے جو مختلف ہاتھوں سے ترتیب پاتی ہوئی آج کل شیخ عبدالماجد صاحب کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا آغاز قادیان سے ۱۹۱۸ء میں کیا گیا اس کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس کا آغاز جماعت احمدیہ اور بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کے بارے میں غیروں کے اعتراضات سے کیا گیا ہے۔ مختلف انگریزی کتب کے انگریزی حوالے درج کئے گئے ہیں دعا کی اہمیت کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات درج ہیں بہت سی مفید تصاویر نے جنتری کی رونق دوبالا کر دی ہے۔ اہم مضامین میں حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کا مضمون ذکر حبیب خاص طور پر قابل ذکر ہے جنتری کا مقصد سارے سال کا کیلنڈر درج کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات جا بجا درج ہیں۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے بارے میں مشہور صحافی جناب میاں محمد شفیع صاحب المعروف م-ش کا ایک اقتباس بھی توجہ کے لائق ہے جس میں جناب م-ش نے لکھا ہے کہ چوہدری صاحب موصوف قرآنی آیت (اور میری جنت میں داخل ہو جا) کی ہو بہو تصویر تھے۔ بعض دیگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں جماعت احمدیہ لاہور کا یہ امتیاز درج کیا گیا ہے کہ ۹۳-۱۹۹۲ء میں جماعت احمدیہ لاہور کو اللہ نے یہ سعادت عطا کی کہ اس نے وطن عزیز کی دیگر سب جماعتوں سے زیادہ مالی قربانی کا وعدہ پیش کیا اور دعوت الی اللہ کا ٹارگٹ پورا کرنے میں بھی جماعت لاہور کا قدم صف اول میں ہے۔ جماعت جرمنی اور جماعت بنگلہ دیش کے خصوصی امتیازات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سابق وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا عدالت عظمیٰ میں دیا گیا یہ بیان بھی درج کیا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ فقط کلمہ پڑھ لینے سے کوئی بھی شخص مسلمان ہو جاتا ہے صفحہ ۵۷ پر جناب جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کی سابق ایڈیٹر الفضل محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی کے ساتھ ایک تصویر دی گئی ہے اور نیچے لکھا ہے کہ جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب سے سوال کیا گیا کہ اگر آج اقبال زندہ ہوتے تو کیا وہ احمدیوں کے خلاف صدارتی آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کی تائید کرتے' ڈاکٹر جاوید اقبال نے فرمایا'

"ہرگز نہیں"

جنتری کے آخری صفحہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے گئے تراجم قرآن کریم کی فہرست دی گئی ہے۔

مجموعی لحاظ سے یہ قابل مطالعہ جنتری ہے جس میں بہت اہم اور قیمتی اقتباسات' مختلف تراشے اور دلچسپی کی چیزیں ہیں۔ احمدیوں کے لئے خصوصاً اس کا مطالعہ بہت اہم ہے۔ دعوت الی اللہ کے لئے بھی کام کی چیز ہے۔

ملنے کا پتہ ہے- شیخ عبدالماجد ۱۰۰ گل زیب کالونی سمن آباد لاہور

ربوہ میں الفضل برادرز سے اور کراچی میں مکرم لطیف احمد صاحب شاد احمدیہ ہال- میگزین لین سے مل سکتی ہے۔

(ا-س-ش)

بقیہ صفحہ ۳

روشن کر دیں۔ آخر دین کے کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ خود تو آسمانوں سے نہیں اترتا اس کے بندے ہی کام کیا کرتے ہیں۔ پس (تمام عالمین کے لئے ڈرانے والا) تبھی صحیح ثابت ہو سکتا ہے جب کہ تمام دنیا کو اس کا پیغام پہنچ جائے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے بہت دور جا چکے ہیں پھر اس کے اطاعت گذار بندے بن جائیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے جب یہ کہا کہ قرآن کریم تمام دنیا کے لئے ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قوموں کی طرف آئے ہیں تو انہوں نے اپنے عمل سے بھی اس بات کو سچا ثابت کر کے دکھایا اور ساری دنیا میں اسلام پھیلا دیا۔

بقیہ صفحہ ۴

ایک پاکستانی طالب علم ہوں۔ ہمیں آپ پر بڑا فخر ہے.... ڈاکٹر عبدالسلام کے کندھے ہلے اور آنسوؤں کی دو دھاریں ان کے چہرے پر بہنے لگیں۔" "ایک عام سے طالب علم کی ڈاکٹر عبدالسلام کے لئے بہت خاص مبارکباد میں کیا بات تھی؟ ڈاکٹر عبدالسلام کے لئے بہت خاص مبارک باد تھی وہ۔ ساری دنیا کے ممتاز سائنس دانوں کے درمیان وہ ایک ہم وطن آواز تھی۔ اس عظیم ہستی کے لئے وہی آواز اپنی تھی۔

لیکن وطن والوں نے کیا کیا؟ اپنے سپوت کو جو یکتائے روزگار بنا' اسے نہ اپنایا۔ اس کی حب الوطنی پر شک کر کے ناقابل تلافی نقصان کیا اور یہ کوئی ایک مثال نہیں ہے۔ پاکستان میں بدقسمتی کا عمل مسلسل چل رہا ہے۔ فیض کے ساتھ کیا کچھ نہ ہوا جو نام اس زمین کا مان ہو سکتے تھے انہیں کو بیگانہ کیا۔ جو نام اس کی تاریخ کو سجانے والے تھے انہیں کو بیگانہ کیا۔ جو نام اس کی تاریخ کو سجانے والے تھے انہیں کو مٹاتے رہے۔ ایک بری سیاست اور بے بس سوسائٹی نے بزدلی اور بے ضمیری کے ساتھ جھوٹ کی پیروی کی۔ غلط اور نااہل لوگوں کو اوپر اٹھایا۔ کرپشن میں لتھڑے ہوئے کرداروں کی پرورش کی اور بدمعاشی کو ترقی دی۔ اس کا نتیجہ ایک بگڑا اور بد اخلاق معاشرہ ایک دلگیر اور پست اخلاقی حالت کا تسلط ہے۔ ہر آن جہالت بڑھ رہی ہے۔ ذہانت اور ہنرمندی کا زیان پہلے سے کہیں زیادہ شعور کا نور علم کی روشنی پیدا کرنے والے کتنے تھوڑے رہے اور کس قدر پریشان کئے گئے اور ڈاکٹر عبدالسلام نے علم کا جو خزانہ کمایا وہ کس کے کام آیا؟ ساری دنیا کے کام آیا ہے۔ وہ شاندار علمی کارنامہ مگر پاکستان کے مقدر میں تو محرومی لکھی ہے۔ کون لکھتا ہے ان محرومیوں کو؟؟؟ اور کون مجبور کر رہا ہے ایک سائنس دان کو سقراط بن جانے پر؟ وہ بھی آج بیسویں کی آخری دہائی میں! کس درجے کی جہالت ہے یہ؟؟ یا تہذیب کی پستی ہے!

(روزنامہ "خبریں" اسلام آباد/لاہور ۳۰-دسمبر ۹۳ء ص ۴)

بقیہ صفحہ ۵

فطرت کے مطابق ہو تاکہ متکلم کی بات سن کر سامع پریشان نہ ہو اور تاثیر کا یہ عالم ہو کہ بات سنتے ہی دل نشیں ہو جائے۔ اس کے الفاظ کانوں کے لئے بھی مانوس ہوں۔ اس میں ہر قسم کا مفہوم و معنی پیش کرنے کی صلاحیت ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو دوسری زبانوں کے رواں ترجمے بھی اس میں کئے جا سکیں۔

۳- تعلیم و تدریس کا ذریعہ بننے والی زبان کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس زبان کا سرمایہ الفاظ و معانی بے پایاں ہوتا ہے۔ اس میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی مفہوم کو مختلف انداز میں ادا کرنے کی اہل ہوتی ہے۔ وہ ہر قسم کے علوم و فنون کے نکات کو بیان کرنے پر قادر ہو۔ بلکہ ہر قسم کے انسانی جذبے اور وسوسے پیش کرنے کی اہل ہو۔

۴- اس زبان میں علمی و ادبی تصانیف کا گرانبہا سرمایہ موجود ہو اور اہل قلم روز و شب اس سرمائے میں نت نئے اضافے کرتے چلے جا رہے ہوں۔

۵- تعلیم و تدریس کا ذریعہ بنائے جانے والی زبان پہلے سے ابتدائی یا وسطی درجوں (پرائمری اور مڈل) کے لئے بخوبی استعمال ہو رہی ہو۔ وہ تدریسی تجربات سے گزر چکی ہو اور وہ اپنا ایک مقام پیدا کر چکی ہو۔

تجزیہ و جائزہ آیئے اب اردو زبان کو ان پانچوں خوبیوں یا پانچوں کسوٹیوں پر پرکھ کر دیکھیں۔

۱- ہماری قومی زبان اردو میں پہلی خوبی بدرجہ اتم موجود ہے کہ چاروں صوبوں کے باشندوں کی اکثریت اردو ہی کو رابطہ زبان کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ تجارتی مقاصد ہوں یا تعلیمی اغراض سیاسی امور ہوں نجی باتیں' عموماً مجالس میں اردو ہی سے کام لیا جاتا ہے۔

۲- اردو زبان میں یہ خوبی بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ کہ متکلم اور سامع دونوں اسے بخوبی سمجھتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسے چاروں صوبوں کی تعلیمی و تدریسی زبان کے طور پر رائج کرنے کے لئے ضابطے کی کاروائی جلد از جلد کی جائے تاکہ قوم کے نونہال ہر سطح پر اپنے تعلیمی مقاصد میں اعلیٰ مدارج حاصل کر کے قوم وطن کے لئے ایک نافع وجود بن جائیں۔

۳- قومی سطح پر تعلیمی مقاصد میں استعمال ہونے والی زبان کی تیسری خوبی یہ بتائی گئی ہے کہ اس کا ذخیرہ الفاظ وافر ہو اور اس کے سرمایہ معانی کا دھارا بھی خوب بہتا ہو۔ اس طرح کہ ہر نوع کے خیالات کو بھرپور انداز میں ادا کرنا ممکن ہو۔ ہماری قومی زبان اردو کا دامن اس لحاظ سے بھی مالامال ہے بلکہ ہماری اردو زبان اس لحاظ سے بعض بین الاقوامی زبانوں سے بھی وسیع تر ہے اس لئے کہ اردو میں یہ اہلیت موجود ہے کہ ایک ہی خیال کو متعدد انداز میں لکھا

جا سکتا ہے۔ کسی زبان کی یہ خوبی اس کی وسعت خیال و معانی کی دلیل ہوتی ہے۔

۴۔ ذریعہ تعلیم بننے والی زبان کی چوتھی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس میں ہر نوع کی تالیفات و تصنیفات کا گراں بہا سرمایہ موجود ہو۔ اردو زبان کا دامن اس اعتبار سے بھی مالا مال ہے۔ کوئی ایسا علمی و تحقیقی موضوع نہیں جس پر آج اردو میں کوئی کتاب نہ ملتی ہو۔ شعر و ادب سے آگے گزر کر اگر انسان زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مطالعہ کرنے کا ذوق ہو تو اس کے لئے کتابیں موجود ہیں۔ فضائی تحقیق کے بعد خلائی سفر اور جستجو کے موضوع پر بھی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ دنیا کے متعدد ممالک کی یونیورسٹیوں میں اردو زبان کے شعبے کھل چکے ہیں۔ اور مقامی باشندے بخوشی اردو سیکھتے ہیں' ہندوستان کی قومی زبان گو ہندی ہے مگر پھر بھی وہاں کے اخبارات و جرائد کا ایک حصہ اردو میں چھپتا ہے اور ہر سال سینکڑوں کتابیں اردو میں لکھی جاتی ہیں۔ خود حکومت پاکستان نے ہر صوبے میں ایک نہ ایک ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ جو اردو زبان کی خدمت پر مامور ہے۔ مثلاً "مرکزی اردو بورڈ" (لاہور) ہے۔ "مقتدرہ قومی زبان" (اسلام آباد) اور "اردو ڈکشنری بورڈ" (کراچی) ہے۔

یہ تمام حقائق اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کہ اردو کے دامن کی وسعت اب معشوق کے قد و قامت سے بھی آگے بڑھ چکی ہے لہٰذا اسے اپنے وطن میں اس کا جائز مقام اور حق ملنا چاہئے۔

۵۔ پانچویں خوبی تعلیم و تدریس کا ذریعہ بننے والی زبان کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں پہلے بھی کئی کامیاب تجربے ہو چکے ہوں۔ اردو اس معیار پر بھی پوری اترتی ہے'

○ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکمت عملی جاری ہوئی تو اس نے اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا اور ۱۸۳۵ء تک سکولوں میں ذریعہ تعلیم اردو ہی رہی۔

○ اس کے بعد جب انگریزی حکومت کا دور آیا۔ تو "دہلی کالج" میں تمام مضامین حتیٰ کہ مغربی علوم و فنون بھی اردو میں پڑھائے جاتے رہے۔

○ "فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں بھی ذریعہ تعلیم اردو رہا۔

○ سب سے کامیاب تجربہ "عثمانیہ یونیورسٹی" حیدر آباد میں ہوا جہاں مغربی علوم و فنون بھی اردو میں پڑھائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ قانون۔ انجینئرنگ اور پی' ایچ' ڈی تک کے لئے بھی ذریعہ تعلیم اردو کو قرار دیا گیا تھا۔

یہ تمام تجربات متقضی ہیں کہ اردو کو ہر شعبہ تعلیم میں جاری کیا جائے۔ تاکہ وطن عزیز میں واحد ذریعہ تعلیم بن جائے۔ اور پورے ملک کا تعلیمی معیار یکساں ہو جائے۔

(ہفت روزہ لاہور یکم جنوری ۹۴ء ص ۱۳ تا ۱۴)

بقیہ صفحہ ۱

ہوئے شدت جذبات سے بار بار آبدیدہ ہوتی رہیں۔ انہوں نے اپنی بات ختم کی تو حضور ایدہ اللہ نے اپنی جیب سے رومال نکالا۔ پہلے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کئے اور پھر وہ رومال اس معزز خاتون کو پیش فرمایا۔ انہوں نے اسی رومال سے اپنی آنکھیں پونچھیں اور رومال حضور کو واپس کرنے لگیں تو حضور نے اشارے سے فرمایا کہ یہ رومال اپنے پاس ہی رکھیں۔ جملہ خواتین نے اپنے سروں کو رومالوں سے لپیٹا ہوا تھا جو ان کے ماتھے تک آئے ہوئے تھے۔

آخر میں حضور کے ارشاد پر مہمانوں نے اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کہا۔ اور بوسنیا کے مسلمان زندہ باد کے کلمات کہے بوسنیا کے ان احباب و خواتین کے منہ سے کلمہ طیبہ کا اجتماعی ورد ایک ناقابل فراموش نظارہ تھا۔

آخر میں حضور نے فرمایا اب ہم اہل بوسنیا کے لئے خاص طور پر دعا کریں گے۔ حضور نے فرمایا آپ لوگوں سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ہمارا دل آپ کے لئے خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح یاب کرے۔ حضور نے جذبات سے بھرپور آواز میں فرمایا ہم ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ساری دنیا بھی آپ کو چھوڑ دے تو ہم کبھی آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد حضور نے اہل بوسنیا کے مصائب دور ہونے کے لئے دعا کرائی۔ جس میں ڈش انٹینا کی وساطت سے دنیا کے پانچوں براعظموں کے ۱۳۵ ممالک میں موجود لاکھوں احمدیوں نے شرکت کی۔ اس کے بعد حضور سلام کہہ کر تشریف لے گئے۔

عطیۂ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

ولادت

○ محترم میاں غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی بھتیجی عزیزہ محترمہ منصورہ ناصر صاحبہ اور مکرم ناصر احمد صاحب بٹ ابن مکرم عبد اللطیف صاحب بٹ صدر جماعت احمدیہ جامکے چٹھہ کو اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔

○ محترم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم طارق احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام "نبی اکبر شیروز" تجویز کیا گیا ہے۔ عزیز نبی اکبر شیروز محترم چوہدری ابراہیم صاحب نمبردار آف موسے والا کا پوتا اور محترم چوہدری ریاض احمد ساہی صاحب آف ڈسکہ کلاں کا نواسہ ہے۔ نیز نومولود وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولود کے نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب شادی

○ مکرم عبد الاحد صاحب ولد ٹھیکیدار غلام حسین صاحب ساکن فرانس کی تقریب شادی مورخہ ۷۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو ہمراہ محترمہ رضیہ صادقہ بنت مکرم عبد الرؤف صاحب کوارٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ منعقد ہوئی۔ ان کا نکاح مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے ۶۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو بیت المبارک میں ۵۰ ہزار حق مہر پر پڑھا۔ مکرم عبد الواحد صاحب نے ۸۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔

احباب سے اس تقریب کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم محمد صدیق صاحب ڈرائیور خدام الاحمدیہ کی اہلیہ محترمہ جوڑوں کے درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ نیز ان کے والد کا آنکھوں کا آپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہو گیا ہے۔ احباب سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم وسیم احمد ظفر ثانی صاحب مربی سلسلہ کے والد محترم رمضان احمد ظفر صاحب سابق اکاؤنٹنٹ روزنامہ الفضل ساکن فیکٹری ایریا ربوہ حال چک نمبر 276/R.B گوکھووال قضائے الٰہی سے مورخہ ۱۷۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو انتقال فرما گئے ہیں۔

۱۸۔ جنوری کو بعد نماز فجر بیت المہدی میں جنازہ ادا کیا گیا۔ عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

نمایاں کامیابی

○ عزیزہ عطیۃ المنعم بنت مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب نائب ناظر تعلیم نے امسال نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ کے جماعت اول کے سالانہ امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ اکیڈمی کی طرف سے عزیزہ کو انعامی ٹرافی عطا کی گئی ہے۔ اسی طرح عزیزہ مبارکہ رفعت بنت مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب نے نصرت جہاں اکیڈمی کے جماعت سوئم کے سالانہ امتحان میں ساتویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ دونوں بچیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ احباب جماعت سے بچیوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

کامیابی

○ مکرم شہزادہ خرم صاحب ابن مکرم حمید اللہ بٹ صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ نے اس سال ۱۹۹۳ء F.Sc (پری میڈیکل) میں ۸۹۹/۱۱۰۰ نمبر حاصل کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے

خبریں

ربوہ : 23 - جنوری - 1994ء
دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ سردی جاری ہے۔ درجہ حرارت کم از کم 4 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے چوہدری رحمت الٰہی عارضی امیر بن گئے ہیں۔ جماعت کے دستور کے مطابق چھ ماہ کے اندر نیا انتخاب کرایا جائے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ میں ارکان جماعت سے براہ راست یہ معلوم کروں گا کہ وہ تبدیلی چاہتے ہیں یا نہیں۔ ان سے رجوع کروں گا کہ مجھے اب بھی پہلے کی طرح ان کا اعتماد حاصل ہے میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دیا ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ حزب اختلاف کو اپنے رویہ سے مذاکرات کی راہ ہموار کرنی ہوگی۔ محض کرسی کے غم میں تنقید کرنا محب وطن شہریوں کا شیوہ نہیں۔ ایسی حرکات سے غیر جمہوری قوتوں کو پنپنے کا موقع ملے گا اپوزیشن اپنے قول و فعل میں تضاد دور کرے انہوں نے کہا کہ ہم سستی شہرت کے لئے ملکی معیشت کو داؤ پر نہیں لگائیں گے۔

○ صدر مملکت اور وزیر اعظم کی ملاقات ہوئی جس میں وزیر اعظم نے کشمیر سمیت امت مسلمہ کے مسائل اجاگر کرنے پر صدر کو مبارک باد دی۔ صدر لغاری نے کہا کہ سعودی رہنماؤں نے کشمیر میں مظالم پر گہری تشویش ظاہر کی۔

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے بلوچستان کے صوبائی صدر پیپلزپارٹی کے ذریعے نواب اکبر بگٹی کو پیغام بھجوایا ہے کہ صدارتی انتخابات کے دوران ان کے ساتھ جو وعدے کئے گئے تھے وہ تمام وعدے پورے کئے جائیں گے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ وہ سردار قیوم کے ساتھ مل کر کشمیر کے لئے عالمی مہم چلائیں گے انہوں نے کہا کہ پاکستانی عوام اور کشمیریوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔ سردار قیوم نے اس موقعہ پر کہا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت کے بارے میں ہمارا سابقہ تجربہ اچھا نہیں ہے کشمیر کے لئے جو نواز شریف کر سکتے ہیں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

○ سپریم کورٹ نے حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر پیلی ٹیکسی سکیم کا فیصلہ کرے۔ سرکاری وکیل کی استدعا تھی کہ ہمیں وسط مارچ تک مہلت دی جائے۔ مسٹر جسٹس شفیع الرحمان نے جو سپریم کورٹ کے بنچ کی صدارت کر رہے تھے کہا کہ بہتر ہوگا کہ حکومت تمام متعلقہ فریقوں سے مشاورت کے بعد عدالت سے باہر اس مسئلہ کا فیصلہ کرلے ورنہ عدالت معاملے کو میرٹ پر نبٹائے گی۔

○ فلور کراسنگ کا آرڈی ننس ۲۔ فروری کو ختم ہونے کا امکان ہے۔ حکمران جماعت کی اہم شخصیات اپوزیشن کے متعدد اراکین کی حمایت حاصل ہونے کی توقع پر آرڈی ننس کی تجدید کے خلاف ہیں۔ مسلم لیگ ن کے رہنما چوہدری عبدالغفور نے امکان ظاہر کیا ہے کہ فلور کراسنگ آرڈی ننس ختم ہوتے ہی زبردست ہارس ٹریڈنگ ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی یہ سوچ غلط ہے کہ اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کی ضرورت نہیں۔

○ پنجاب کے قائم مقام گورنر لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے کہا ہے کہ کسی سیاسی شخصیت کو پنجاب کا گورنر نہیں بنایا جائے گا۔ وفاقی حکومت اپنی سوچ سے نئے گورنر مقرر کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ آئین نے گورنر کو رسمی شخصیت بنا دیا ہے اب شاید ملک غلام مصطفیٰ کھر بھی اس پیشکش کو قبول نہ کریں کیونکہ لوگوں نے ان سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں وہ بھی اب ان پر پورا نہیں اتر سکیں گے۔

○ وفاقی حکومت نے پنجاب کا مطالبہ منظور کر کے نیشنل فنانس کمیشن اور پانی کی تقسیم کے معاہدوں پر نظر ثانی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سابق دور میں ان فیصلوں سے پنجاب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اور معیشت تباہ ہو گئی۔

○ سرحد حکومت اور مرکز میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ سرحد نے صوبہ سرحد کے راستے افغانستان کو خوردنی اشیاء کی فراہمی کی اجازت نہیں دی۔ سرحد حکومت نے کہا ہے کہ افغانستان کو خوراک پہنچانے والے اداروں کو وزارت داخلہ کے اجازت نامے لانے ہوں گے۔

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ صنعتیں پنجاب منتقل کرانے کے لئے سندھ کا امن منظم طریقے سے خراب کیا گیا۔ سابق حکومت کی غلط پالیسیوں کے باعث سندھ میں امن و امان کی صورت حال پیدا ہوئی۔ بیروزگاری اور دیگر مسائل میں اضافہ ہوا۔

○ برطانیہ کے ۶۰۔ اراکین پارلیمنٹ نے تحریک آزادی کشمیر کی حمایت کردی ہے۔

ضرورت سیلزمین

ہمیں اپنی فرم کیلئے نوجوان اور پڑھے لکھے ایسے سیلزمینوں کی ضرورت ہے جو اچھی انگریزی بول سکتے ہوں۔ پرکشش مراعات دی جائیں گی۔
خواہشمند حضرات اپنی درخواست بمعہ کاغذات اور حالیہ تصویر اور حلقہ کے صدر کی تصدیق کے ساتھ پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۵۵ لاہور پر جلد ارسال کریں۔

کلینک ٹائم
بھٹی ہومیو کلینک

دارالیمن وسطی ربوہ
فی الحال صبح ۸ تا ۱۰ بجے
رحمت بازار
صبح ۱۰ تا ۱/۲ ۱ بجے
شام ۴ تا ۱/۲ ۷ بجے

مکان برائے فروخت

محلہ دارالفتوح میں نیا تیار شدہ مکان نمبر G-8 برائے فروخت۔
دو کمرے۔ ایک کچن بجلی و میٹھا پانی۔
نزد سائٹ النور ہسپتال
موقع پر رابطہ : محمد اسلم صاحب

ڈیوٹی پروگرام ڈاکٹرز کیوریٹو کلینک ربوہ

			ناغہ
ہومیو پیتھک	ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر	موجد کیوریٹو میڈیسنز اینڈ سمپلز	جمعہ و ہفتہ
〃	ڈاکٹر راجہ رفیق احمد ظفر	کرانک ڈیزیز سپیشلسٹ	جمعہ
〃	لیڈی ڈاکٹر امۃ اللطیف شہناز	ماہر امراض زنانہ و بچگانہ	جمعہ
〃	ڈاکٹر راجہ رشید احمد ظفر	میڈیکل آفیسر	جمعہ
〃	ڈاکٹر مرزا اسلم بیگ	وٹرنری سپیشلسٹ	جمعہ
〃	ڈاکٹر راجہ بصیر احمد الصار	انچارج کیوریٹو سمپلز	جمعہ

کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ

فون: کلینک: 606
آفس: 771
سیلز: 211283

دکان برائے فروخت

ذیشان آٹو سٹور اقصیٰ چوک ربوہ
ساہیوال روڈ
نزد بشیر آٹوز ورکشاپ

بھٹی سنز گول بازار ربوہ ٹینٹ سروس اینڈ پارٹی ڈیکوریٹرز

معیار ● خدمت ● اخلاق
فون: آفس: ۹۹۷ رہائش: ۲۱۲۱۷۶
پکوائی کا بھی اعلیٰ انتظام ہے
پروپرائیٹر: مبارک احمد بھٹی